© rasailojaraid.com

موجودہ مسلمان اور اسلامی تہذیب

(از مولوی محمد صاحب اعظمی متعلم)

مقدس مذہب اسلام دنیا میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ یہی ہے کہ وہ انسان جن کے اخلاق بالکل رذیل ہو چکے ہیں جن کی سیرت وخصلت بالکل زبوں ہو چکی ہے انھیں اخلاق فاضلہ اور اعمالِ حسنہ سے مالامال کردے اور ان کو اس قابل بنادے کہ وہ دنیا سے شیطانی ونفسانی حکومتوں کے تختے الٹ کر قلوبِ انسانی پر خدا اور مذہب واخلاق کی حکومت قائم کردے قوانینِ الٰہیہ کا نفاذ واجرا کرے، تمام باغی انسانوں کو عبدیت وعبودیت کے دائرے میں لے آکر کھڑا کردے اور خود بھی دنیا میں ایک نہایت ہی اخلاقانہ وپاکبازانہ امن وعافیت کی زندگی بسر کرے، چنانچہ اس قدیم دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تئیس سالہ عہد رسالت کی مسلسل جدوجہد نے میدان فکر وعمل سے جاہلیت ومعصیت کو بری طرح نیست کردیا انسان نے حقانیت کی جو نظر فریب نقاب ڈال لی تھی اسے ہٹا کر سفید روحوں کو سچائی وراستبازی کا حقیقی جوہر دکھا دیا، غفلت وفراموشی کی طویل مدہوشیوں سے انسان کو بیدار کرکے اسے بھولے ہوئے فرائضِ حیات یاد دلائے، انسان کی محض ارادی شرارت کا ایسا راستہ بند کیا کہ نفس وشیطان کی تمام قوتیں بے کار وبے اثر ہو کر رہ گئیں، فساد مذاق اور ماحول کی زبردست قوت کو یکسر بدل کر رکھدیا، عادی رسوم وافکار کی زنجیروں کو توڑ کر پھینکدیا، انوارِ حق کی شعاعوں نے جاہلیت ورسم پرستی کے تمام سیاہ بادلوں کو چھانٹ کر الگ کردیا حسن وفطرت کو ایسا نکھارا کہ "رشد" کی نورانی تصویر ہر فرزند توحید کی نگاہوں میں سما گئی۔

لیکن دورِ حاضر کے مسلمان قرآنی تعلیمات اور اصولِ ہدایت سے منہ موڑ کر عقل وفطرت کے مقتضیات کو بری طرح مجروح کر رہے ہیں، عقل وفطرت کو ان کے مناصب سے معزول کرکے نفسِ حیوانی کی چاکری اختیار کر رہے ہیں، جذباتِ حیوانی کی تسکین کے لئے نئے طریقے ایجاد کرکے ان کو معقولیت، علم اور مذہبی تقدس کے خوشنما لباس پہنا رہے ہیں ان کے لئے جواز کے دلائل فراہم کر رہے ہیں، شراب خواری، قمار بازی، سود، مکروفریب، عریانی اور ایمان فروشی وفحش کاری پر کہیں ادبِ لطیف کا، کہیں مذہبی تقدس کا اور کہیں معاشی فلاح وبہبود کا خوشنما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غلاف چڑھا دیا گیا ہے، مال وزر کی زیادتی خدا کے یہاں مقبول ہونے کی سند مانی جاتی ہے، باپ دادا کا طریقہ خدا ورسول کے طریقے پر غالب ہے، محسوسات کی پرستش چپکے چپکے دل ودماغ میں اپنا کام کررہی ہے، اعتقادی وعلمی حیثیت سے وہ عقل کو خیرباد کہہ چکے ہیں، قلب کی صلاحیتیں مسخ ہوچکی ہیں، تدبر وتفکر کے کان بہرے ہوئے جارہے ہیں، جہالت، نفس پرستی، آباپرستی، ماضی پرستی اور محسوسات پرستی ان کے سوادِ اعظم کا طغرائے امتیاز بن چکی ہے۔

آج قرآن کی خالص عقلیت، اس کی بے آمیز فطرت، اس کے تصورات کی رفعت، اس کے اصولوں کی پاکیزگی اس کا نظام تہذیب، اس کے قوانینِ معاشرت، اس کے اصولِ سیاست سب کے سب مسلمانوں کے لئے بالکل نرالے، بالکل اجنبی وبیگانہ، نامانوس، فرسودہ اور ناقابلِ گرفت ہوچکے ہیں اور مسلمان نوجوان ہیں کہ الحاد ودہریت کے سیلاب میں بہے چلے جارہے ہیں، ہندو پرستی کا طوفان عام مچا ہوا ہے اور نفس پرستوں اور رسمیات کے بندوں کے ہاتھ میں مذہب کی نکیل ہے.... وہ جس طرف چاہتے ہیں اس کو اسی طرف کھینچے لئے جاتے ہیں۔

کبھی آپ نے سوچا بھی کہ اسلام کی روشن تہذیب کا نظام کیوں اس طرح درہم برہم ہوگیا۔ جاہلیت جدیدہ، جاہلیت قدیمہ پر کیوں سبقت لے گئی۔ مسلمان قرآن پاک اور اسوۂ رسول رکھتے ہوئے کیوں وادی شک واضطراب میں بھٹک رہے ہیں، سرگشتگی، آوارگی اور حیرانی کا شکار ہیں اور وہ کیوں دنیا میں ذلیل وخوار اور غلام ومحکوم ہیں؟

ان سب کا جواب مفکرینِ اسلام اور مدبرین ملت اپنی اپنی عقل وفہم اور معلومات کی بنا پر مختلف دیتے ہیں اور متعدد اسباب زوال بتاتے ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر سب صحیح ہیں مگر ہاں میرے خیالِ ناقص میں اس کا اصل سبب یہ ہے کہ مسلمان قرآنی نظریات وافکار، اسلامی تہذیب کو فراموش کرکے اپنے فرائضِ حیات سے غافل ہوگئے۔ اقامتِ عدل اور اعلائے کلمۃ اللہ کا مقدس جذبہ ان کے سینوں میں ٹھنڈا پڑگیا، جاہ پسندی وزرطلبی اور اغیار نوازی ومداہنت فی الدین ان کا طغرائے امتیاز بن گیا، میدانِ سیاست سے روگردانی کرکے حجرہ نشین بن گئے، جس کا نتیجہ ظاہر ہے یعنی اسلام کا پورا نظام تہ وبالا ہوگیا اور وہ خود بھی زمانہ کے ساتھ بہہ گئے۔

آیئے اب ذرا اسلامی تہذیب وتمدن کی سیر کیجئے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر اپنی اعتقادی اور مذہبی حیثیتوں کو اس کی ٹھنڈی اور لطیف ہواؤں سے لہلہایئے۔ تہذیب وتمدن کے اصلی معنی انسان کی پوری زندگی کے ہیں اور جو چیز انسان کی زندگی کا محض ایک ضمیمہ ہو اس پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پوری زندگی کی عمارت ظاہر ہے کہ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس غرض کے لئے دنیا میں بھیجے گئے وہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ مذہب کے جاہلی تصور کو مٹا کر ایک عقلی و فطری تصور پیش کریں، صرف پیش ہی نہ کریں بلکہ اسی کی اساس پر تہذیب و تمدن کا ایک مکمل نظام قائم کر کے اور کامیابی کے ساتھ اسے چلا کر دکھائیں، آپ نے بتایا کہ مذہب بے معنی ہے اگر وہ انسان کی زندگی کا محض ایک ضمیمہ یا شعبہ ہے، ایسی چیزوں کو دین و مذہب کے نام سے موسوم کرنا ہی غلط ہے، حقیقت میں دین وہ ہے جو زندگی کا ایک جز نہیں بلکہ تمام زندگی ہو، زندگی کی روح اور اس کی قوتِ محرکہ ہو، فہم و شعور اور فکر و نظر ہو۔ صحیح و غلط میں امتیاز کرنے والی کسوٹی ہو، زندگی کے ہر میدان میں ہر ہر قدم پر راہِ راست اور راہِ کج کے درمیان فرق کر کے دکھائے، راہِ کج سے بچائے، راہِ راست پر استقامت اور پیش قدمی کی طاقت بخشے اور زندگی کے اس لامتناہی دور میں جو دنیا سے لیکر آخرت تک مسلسل چلا جا رہا ہے، انسان کو ہر ہر مرحلے سے کامیابی و سعادت کے ساتھ گذار دے، اسی چیز کا نام ہے اسلامی تہذیب و تمدن"

اسلام ایک خاص طریقِ فکر اور پوری زندگی کے متعلق ایک خاص نقطہ ہے پھر وہ ایک خاص طریقِ عمل ہے جس کا راستہ اسی طریقِ فکر اور اسی نظریۂ زندگی سے متعین ہوتا ہے اس طریقِ فکر اور طرزِ عمل سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے وہی مذہب اسلام ہے اور تہذیبِ اسلامی ہے۔ یہاں مذہب اور تہذیب و تمدن الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ سب مل کر ایک مجموعہ بناتے ہیں وہی ایک طریقِ فکر اور نظریۂ حیات ہے، جو زندگی کے ہر مسئلہ کا تصفیہ کرتا ہے، انسان پر خدا کے کیا حقوق ہیں؟ خود اس کے اپنے نفس کے کیا حقوق ہیں؟ ماں باپ کے، بیوی بچوں کے، عزیزوں اور قرابت داروں کے، پڑوسیوں اور معاملہ داروں کے، قوم و ملت کے، ملک و وطن کے، ہم مذہبوں اور غیر مذہب والوں کے، دشمنوں اور دوستوں کے، ساری نوعِ انسانی کے حتی کہ کائنات کی ہر چیز اور ہر قوت کے کیا حقوق ہیں، پھر یہی طریقِ فکر اور نظریۂ حیات انسان کی زندگی کا ایک بلند اخلاقی نصب العین اور ایک پاکیزہ روحانی منتہائے مقصود متعین کرتا ہے اور زندگی کی تمام سعی و جہد کو خواہ وہ کسی میدان میں ہو ایسے راستوں پر ڈالنا چاہتا ہے جو ہر طرف سے اسی ایک مرکز کی طرف راجع ہوں۔ یہ مقصد ایک فیصلہ کن چیز ہے اسی کے لحاظ سے ہر چیز کی قدر متعین کی جاتی ہے، اسی معیار پر ہر شے کو پرکھا جاتا ہے، جو شے مقصد کے حصول میں مددگار ہوتی ہے اسے اختیار کر لیا جاتا ہے اور جو شے سدِ راہ ہوتی ہے اسے رد کر دیا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرد کی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے معاملات سے لے کر جماعت کی زندگی کے بڑے سے بڑے معاملات تک یہ معیار یکساں کارفرما ہے، وہ اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ ایک شخص کو اکل وشرب میں، لباس میں، طہارت میں، صنفی تعلقات میں، بات چیت میں، غرضکہ زندگی کے ہر معاملہ میں کن حدود کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ وہ مرکزِ مقصود کی طرف جانے والی سیدھی راہ پر قائم رہے اور ٹیڑھے راستوں پر نہ پڑ جائے۔ وہ اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اجتماعی زندگی میں افراد کے باہمی روابط کن اصولوں پر مرتب کئے جائیں، جن سے معاشرت معیشت سیاست غرض ہر شعبۂ زندگی کا ارتقاء ایسے راستوں پر ہو جو اصل منزلِ مقصود کی طرف جانے والے ہوں اور وہ راہیں نہ اختیار کرے جو اسے دور ہٹانے والی ہوں، اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ زمین و آسمان کی جن قوتوں پر انسان کو دسترس حاصل ہو اور جو چیزیں اس کے لئے مسخر کی جائیں ان کو وہ کس طریقے سے استعمال کرے تاکہ وہ اس کے مقصد کے خادم بن جائیں اور کن طریقوں سے اجتناب کرے تاکہ وہ اس کی کامیابی میں مانع نہ ہوں، اس کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ اسلامی جماعت کے لوگوں کو غیر اسلامی جماعتوں کے ساتھ دوستی میں اور دشمنی میں، جنگ میں اور صلح میں اشتراکِ اغراض میں اور اختلافِ مقاصد میں غلبہ کی حالت میں اور مغلوبی کے دور میں، علوم وفنون کے اکتساب میں اور تہذیب وتمدن کے لین دین میں کن اصولوں کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ خارجی تعلقات کے ان مختلف پہلوؤں میں وہ اپنے مقصد کی راہ سے ہٹنے نہ پائیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو بنی نوعِ انسان کے ان نادان اور گمراہ افراد سے بھی طوعاً کرہاً شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اس مقصد کی خدمت لے لیں جو اصل فطرت کے اعتبار سے ان کا بھی ویسا ہی مقصد ہے جیساکہ پیروانِ اسلام کا ہے۔

غرض وہ ایک ہی نقطۂ نظر ہے جو مسجد سے لے کر بازار اور میدانِ کارزار تک، طریقِ عبادت سے ریڈیو اور ہوائی جہاز کے طریق تک، غسل ووضو اور طہارت واستنجا کے جزوی مسائل سے لے کر اجتماعیات، معاشیات، سیاسیات اور بین الاقوامی تعلقات کے بڑے بڑے مسائل تک، مکتب کی ابتدائی تعلیم سے لے کر آثارِ فطرت کے انتہائی مشاہدات اور قوانینِ طبعی کی بلند ترین تحقیقات تک زندگی کی تمام مساعی اور فکر وعمل کے تمام شعبوں کو ایک وحدت بناتا ہے جس کے اجزا میں ایک مقصدی ترتیب اور ایک ارادی ربط ہے۔ اور ان سب کو ایک مشین کے پرزوں کی طرح [illegible] گیا ہے کہ ان کی حرکت اور تعامل سے ایک ہی نتیجہ برآمد ہو۔ (باقی بر صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو)

© rasailojaraid.com